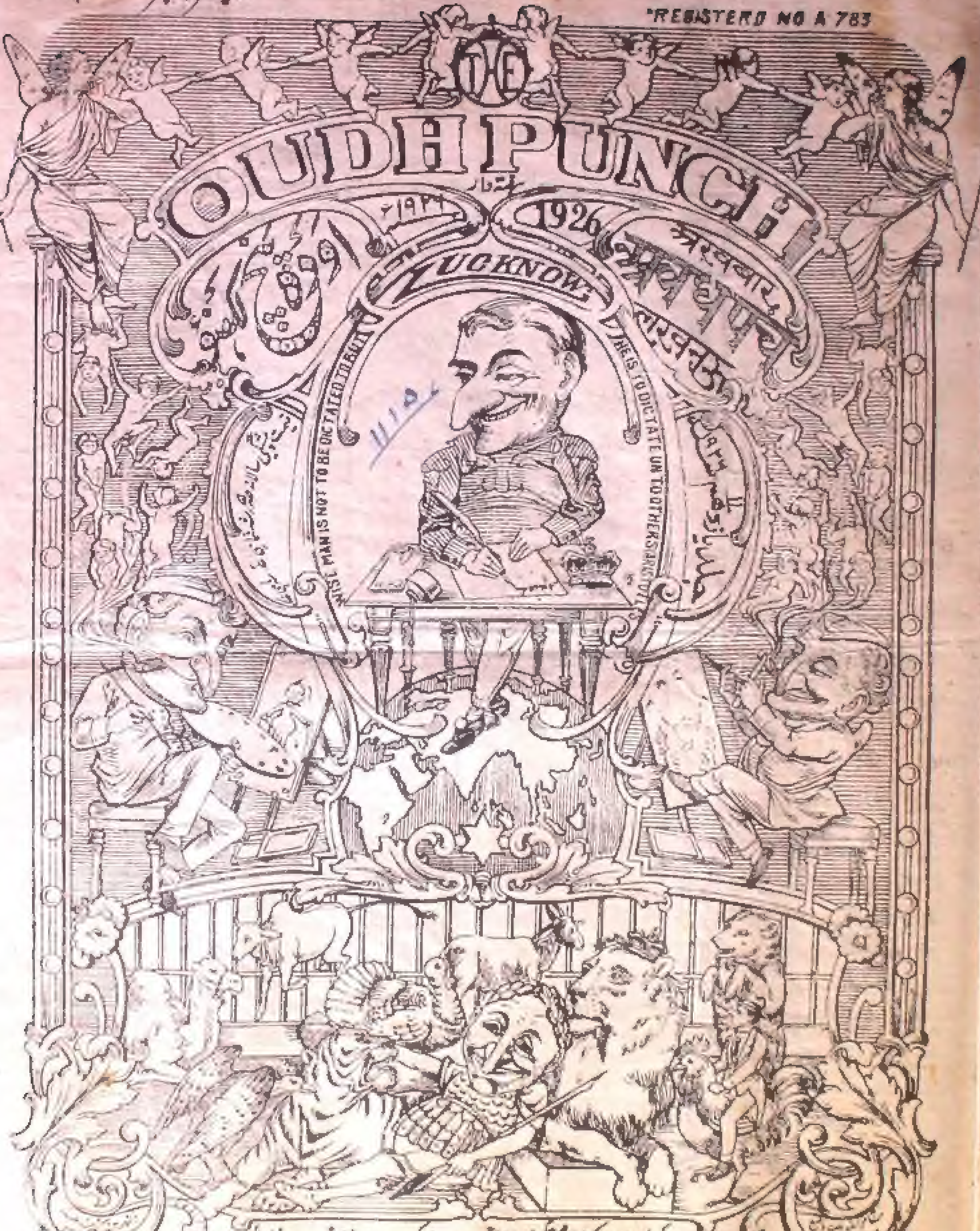
رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۳

REGISTERD NO A 783



RESERVED

جلد ۱۱ نمبر ۳

مضامین غیر

پنجشنبہ ۱۲۔ اگست سنہ ۱۹۲۶ عیسوی

الموسمیات

گل بوٹے ہیں سینے ہوئے حرف بہار ہے
کیا آب و تاب پر چمن کردگار ہے

آئین بہار گرمی کی دیکھیں نگاہ باز
تختہ ہے ریگمال کا یا سبزہ زار ہے

دیگر

گرمی سے طبیعت جو بہ حبس ہوتی ہے
آواز مری بانگ جرس ہوتی ہے

گیا ضیق میں جان اب ہے اللہ اللہ
پانی نہیں پڑتا تو امس ہوتی ہے

راقم۔ از بیزار

کہان کہان

بھاگے کونین فراق میں رویا کہان کہان
ڈوبی میرے نصیبوں کی لٹیا کہان کہان

گجرات میں بہار میں پنجاب میں سدا
تونے مجھے پھرایا ہے چرخا کہان کہان

لیلا نے مر کے بھی تو نہ دیکھا کہ کون ہے
جو تیر کو، بیچ قیس نے پیٹا کہان کہان

تم گھر کو لات مار کے باہر نکل بھی آؤ
پیچھا کرے گا کوئی تمھارا کہان کہان

برقع ذرا اتار کے تھیٹر میں بیٹھیے
کھینچے گا دل کے شوق میں پردا کہان کہان

ہندوستان سے ایک بھی نکلا نہ آج تک
پتھر کہان کہان پہ پھینکے ڈھیلا کہان کہان

اسلام والے نجدی ہین مصری ہین سب جُدا
باجے پہ دیکھیں چلتا ہے جوتا کہان کہان

دلی مین لکھنؤ مین بریلی شریف مین
ہوتا ہے کوہ طور کا سرما کہان کہان

کوئی مسافران عدم سے یہ پوچھ لے
منزل کہان ہوئی ہے بسیرا کہان کہان

کیونکر نہ احترام ہو ابن سعود کا
قرآن مین بھی تو آیا ہے کابا کہان کہان

ملتا جو ادنیا کوئی ہمکو تو پوچھتے
ہوتا ہے زندگانی کا بیسا کہان کہان

بار حیات لادے ہوئے کب تلک پھرون
کھینچون مین اپنے جسم کا ٹھیلا کہان کہان

الفت مین مر کا ماجرا بتلائے کون آہ
اونچا کہان کہان ہوا نیچا کہان کہان

بوجھے اُٹھائے لوگ کو پہونچائے بیچ کر
بدنام پھرتا ہے اونٹ بیچارا کہان کہان

اب جو دعوے ہین سعدی ہے سیاہ جاہ ایک جی
زاہد فریب دے گا یہ گھنٹا کہان کہان

رشتہ نہ اتحاد کا کاتے کتا کبھی
چرخہ بنا بنا کے چلایا کہان کہان

لے موتمر بتا تجھے کس کی راہ مین
مرغی کہان کہان ملی انڈا کہان کہان

ظرافت یار جنگ

غزل

فیشن کا ترقی پر جلوا نظر آتا ہے
آمادہ بہ شرب مئے مُلّا نظر آتا ہے

پتلون نے دھوتی کی کھونٹی پہ جگہ پائی
لہنگے کی جگہ گھر مین سایا نظر آتا ہے

کھیلوں کی محبت نے گھر گھاٹ کا کب کھا
اسکول مین تھیٹر کا رستا نظر آتا ہے

اپ ٹو ڈیٹ برہمن کی آنکھوں سے ہے گنگا جل
مقبول برانڈی کا آدھا نظر آتا ہے

کیا جانے تعجب ہے کہ دین جو تجھے نکٹا
نکٹائی کا گردن مین حلقہ نظر آتا ہے

گوروں مین تجھے کالے سب ٹیم کے کہتے ہین
بگلوں ہی کی جماعت مین کوا نظر آتا ہے

لے بوٹ کے متوالے اس سُوٹ کے دامن پر
بد وضع سیاہی کا دھبا نظر آتا ہے

کیا شان عدالت ہے اس ہند کا ہر بانکا
جاتے ہی کچہری مین سیدھا نظر آتا ہے

بتلا تو سہی یورپ کیا ہے یہ کیسا جادو
ہر طرز عمل تیرا اچھا نظر آتا ہے

یورپ کے حسینوں سے بہتر ہین کہان حوریں
دنیا ہی مین جنت کا نقشا نظر آتا ہے

نیاز مند۔ سورج سہائے سکسینہ

اپنی اپنی سمجھ

ایک تجربہ کار ڈاکٹر صاحب فرماتے ہین کہ موٹر سائیکل سے گرنے والوں کیلئے سب سے زیادہ خطرناک رفتار ۲۰ میل فی گھنٹے کی ہے۔ اگر اس سے دو نی رفتار ہو تو گرنے والے کو مشکل سے چوٹ آئیگی۔

بندہ کی یہ رائے ہے کہ اب جسے گرنا منظور ہو وہ پانچسو میل فی گھنٹہ کی رفتار سے موٹر سائیکل چلائے تو زیادہ مناسب ہے اگر خدانخواستہ چوٹ لگے گی بھی تو معلوم نہ ہوگا کہ کیسے لگی کہان لگی۔

میان بی بی مین خدا کے فضل سے بہت محبت تھی۔ میان گئے پردیس مگر خرچ بھیجنا بھول گئے۔ بی بی نے میان کے آقا کو عرضی دی کہ حضور اپنے ملازم پر تاکید کر کے خرچ بھجوا دین۔

آقا: "تم اپنی بی بی کو کچھ کیون نہین بھیجتے؟"

میان: "حضور ہر خط مین بوسے کا پیغام اور عہد وفا بھیج دیتا ہون۔"

سیٹھ جی کاروباری آدمی تھے تجارت کے پیچھے ایسے دیوانے ہوئے کہ تین چار برس تک وطن جانے کی مہلت نہ ملی۔ وطن سے خبر آئی کہ مبارک ہو سیٹھانی کے بچہ ہوا۔ سیٹھ جی نہال نہال ہو گئے۔

دوست: "سیٹھ تم تو دو تین سال سے یہان ہو۔ یہ بچہ کیسا؟"

سیٹھ: "بس میان تم بھی بچے ہی رہے۔ ہم نہین گئے تو کیا ہوا منی آرڈر تو برابر بھیجتے ہے۔"

میونسپلٹی کے چیف آفیسر ایک حلوائی کی دکان پر بیٹھے اور کئی مٹھائیوں پر دادا تی کا دعوا دے دیا۔ جب پیٹ بھر گیا تو کہنے لگے "بھئی تمھارا یہ پڑوسی حلوائی بہت خراب آدمی ہے"

کل میں اسکی دکان پر مہمان ہوا تو اسنے کھانا کھلایا بعد دو روپیہ کا بل پیش کیا۔ مٹھائی خراب تھی جسکے دس تھال ابھی تک دکان میں پھیکو دیئے۔ اب تم کہو تو کیا مجھ پر یہ ساب ہوا ؟

حلوائی۔ دوست اب تو ابھی حضور نے کہا کہ ایک جج بل پیش کروں ؟

جج۔ بقرینہ قیاس [illegible] کیا ؟

مجرم۔ جی نہیں۔

جج۔ پھر حلوائی کے [illegible] کس سے مشورہ کیا ؟

مجرم۔ حضور جب [illegible] کھیلون کو [illegible]

جج۔ [illegible] سے [illegible] دوست دلیل [illegible] سکتا ہے ؟

مجرم۔ حضور کیون [illegible] پریشان ہوتے ہیں ؟

جج۔ [illegible] حلوائی کو [illegible] چاہیئے۔

مجرم۔ [illegible] اگر [illegible] تو بہتر ہے کہ آپ اپنے گھر جا [illegible] کسی قدر آرام کریں [illegible]

ہم سمجھتے ہیں کہ [illegible] صاحب کو [illegible] قبول کرنی چاہیے تھی [illegible]

"[illegible]"

موتیا بند

یعنے

تبصرۂ شعرالہند

(نمبر ۵)

(مسلسل ۱۰ جون ۱۹۲۶ء)

چو بشنوی سخن اہل دل مگو کہ خطا است
سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجا است

یہ طولانی تذکرہ کہ جب شعرائے فارسی بھی اپنے کلام میں ہندی الفاظ داخل کرنے لگے [illegible] ترقی و تنزل اردو سے کوئی واسطہ نہیں۔ عرفی نے ایک ہندی قافیہ نظم کر دیا۔

آن جلوہ کہ در ہند اگر آید "جگر" آید

تو اس سے کوئی فائدہ نہیں۔ [illegible] خاص مقام کے ساتھ مخصوص ہون مجبوراً استعمال کرنے

پڑھتے ہیں۔ انجن کو اگر انجن نہ کہیں تو کیا کہیں۔ یا مثلاً ایک عربی شاعر اپنے ترکی معشوق کا حال یون بیان کرتا ہے

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

اس سے ترکی زبان کا کوئی معتدبہ اثر نہیں پیدا ہوتا [illegible]

ایرانی شعرا اس قسم کے اشعار [illegible] کو ہندوستانی شعر [illegible] چنانچہ ظہوری نے جو یہ



وزیر [illegible]
[illegible] کیا خبر ہے ؟
[illegible] آپ [illegible] نشستند و گفت و برخاستند
اب آپ مستقل سلطان ہیں اگر چہ دوسروں کے غلام ہیں۔

فرمایا کہ ۔۔

ہر کس کہ خیانت کند البتہ بترسد
بیچارہ نوری "مذکر" سے نہ ڈرے ۔۔

اس میں او نہیں ایک عام ہندی مثل جو زبان زد خلق تھی نظم کرنے کی ضرورت ہوئی۔

جس طرح مولف صاحب کتاب کا ترجمہ پڑھتے اور [illegible] حاصل کرتے ہین اگر ہم بھی [illegible] تو [illegible] اسی قسم کے اشعار اور بھی لکھ سکتے ہین۔

اسے حضرت محسن کشمیری نے [illegible] دیا۔ منت۔ کلیان۔ چھپانا۔ اس [illegible] نظم کئے کہ انکی فارسی ڈھونڈنے سے بھی نہیں مل سکتی اور کلیم نے بھی [illegible] بھائی۔ راجپوت۔ جنجال۔ [illegible] وغیرہ کی جگہ کوئی فارسی لفظ نہ پایا۔ ان الفاظ کے نظم ہوجانے سے صرف یہ استدلال کیا جا سکتا ہے کہ یہ شعرا ہندوستان میں مقیم تھے۔

مولف صاحب اپنی تحقیق میں [illegible] فرماتے ہیں کہ عالمگیری فوج نے ایک مدت تک دکن میں قیام کیا تو دکن میں اردو زبان کا جو خمیر [illegible] کے زمانے میں تیار ہو چکا تھا اوس کو اس [illegible] والے ادبی پختہ کر دیا۔ یہ زبان ہر قسم کے شاعرانہ خیالات کے ادا کرنے کے قابل بنا [illegible] شاباش! یہ تو معلوم ہوا کہ شاہنشاہ اورنگزیب دکن پر اردو زبان کی توپ لے کے چڑھے تھے۔ اور یہ فوج بھی [illegible] ان بانیون کی فوج تھی جس نے تھوڑی خمیر کی تھوڑی روٹیان پکانا شروع کر دین۔ آپ تو فن کا زاہد [illegible] تحلیل غیر حقیقی [illegible] تو ان سے بھی بازی لے گئے ہیں کہ مسلمات میں [illegible] تحلیل کے نیچے [illegible] میں [illegible] پڑ جائیں گے [illegible] اسباب و علل سے [illegible] کسی بڑے [illegible] کا عمل نہیں ہو سکتا۔

آپ نے آسمان کے [illegible] توڑے [illegible] کی [illegible] مگر آخری مرحلہ جون کا تیون [illegible] اردو میں پہلے [illegible] کیا تھا۔ نہ یہ چیستان حل ہوا کہ اردو کی بنیاد کس نے قائم ہوئی حالانکہ خلاصہ تمام عقلی و تاریخی دلائل کا صرف اسقدر ہے۔ "ہر ایک نوارد اپنے معاملات کے افہام و تفہیم میں اس بات پر مجبور ہے کہ جائے ارد و میں جو زبان مروج ہے اوسے حاصل کرے۔" ہندوستان کے ساحل پر سب سے پہلے نازل ہونے والے مہمان عرب تھے اونکا قیام ہندوستان میں کم رہا۔ مگر سندھی زبان کا نسخ حروف میں لکھا جانا اون کے ورود کی دلیل باقی ہے۔ یہ بیچارے یقیناً جب اپنی مدخولہ یا منکوحہ ہندی زوجہ سے ناراض ہوتے ہونگے تو اپنی مخصوص زبان بولتے ہونگے۔ یا جبرئیل البشی تقولین ؟

یہ چل نہیں سکتا کہ جیسی ڈکشنری زبانی گئی ہو۔ اور الجیاد۔ گکری۔ والعنکبوت مکری۔ والعود لکری والامۃ بگری۔ والشاۃ بکری کا سبق لکھ کے رٹا دیا گیا ہو۔ علی ہذا القیاس سبکتگین کے عہد سے [illegible] ملوک الطوائف کے وقت تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ پٹھانوں کا پاؤن یہاں جم گیا۔ پودہ بڑھی ہندی و مادری الفاظ کے ملا ملا کے بچوں کی زبان ایک نئی زبان ہوگئی۔

اوسی کا نام اُردو ہے۔ ہندوستان میں راگ کے ساتھ ایک قسم کی نظم گائی جاتی تھی جسے "گیت" کہتے تھے۔ اسکے واسطے عربی و فارسی کی طرح مخصوص وزن مقرر نہ تھے اسکی پیمائش "تال" (نقرات) سے کی جاتی تھی (تال) میں بہت ہی نظم اگر تال سے موافقت نہ کرتی تو اوسکی آسان ترکیب یہ تھی کہ اجزائے لفظ میں سے بعض اجزا با ضرورت بڑھا دئے (ممدود) اور بعض گھٹا دیے (مقصور) جاتے تھے مثلاً "دیا تم بن [illegible]" ہو۔ ان میں عاشقانہ و عارفانہ مضامین ہوتے تھے۔ ہندو لوگ اسی صنف شاعری کو غزل کہتے ہیں۔ ہمارے یہاں نقرات و ایقاع (تال) سے نظم کا تعلق نہیں بلکہ وزن و بحر ہے کوئی وجہ نہ تھی کہ نثر کے ساتھ نظم میں عربیت و فارسیت سرایت نہ کرتی۔ لہذا ہندی کے الفاظ جب فارسی بحروں میں نظم ہوئے اور اون میں قوافی کے وہ قیود بھی تسلیم کئے گئے جو عربوں یا مغلوں کے یہاں ضروری سمجھے جاتے تھے موجودہ اردو شاعری کا حدوث ہوا یعنی نثر و نظم کی ایجاد میں کوئی بعد یا فصل نہیں ہے۔ تذکرہ نگاروں نے دراصل تاریخ ایجاد سے بحث نہیں کی ان کے تصانیف میں رواجی ترقی و عروج کی تفصیل کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ (جیسا کہ مذکور ہوا) ابتدائی زمانے میں اگر "دوہرہ" و "ریختہ" ہم شعر ہے "گیت" ہے، تو [illegible] ہوتا۔ یہ ہیں کہ عربی و فارسی اشعار موسیقی کے ساتھ وابستہ نہیں بخلاف اسکے ہندی شاعری موسیقی کے ساتھ جکڑی ہوئی ہے اگر آپ ہندی شعر گیت کو تحت اللفظ پڑھیں تو اوس میں قدیم نثر مقفیٰ کا لطف ملیگا اوسکی پیمائش مفتعلن مستفعلن سے مرتبط ہوگی مثلاً۔

آ پو چھا گن ماس چلو سب مل کھیلیں گی ہوری
پچکاری سون رنگ ڈالو بھرا بیر کی جھوری

جہانہ ندوی صاحب نے تاریخ میں دیکھا کہ عالمگیر نے دکن پر چڑھائی کی تھی عالمگیر کا زمانہ اور ولی کا زمانہ ایک ہے لہذا اس چڑھائی کو بھی اُردو کی جان پر نازل کر دینا چاہئے۔ گویا عالمگیر کا ورود سرزمین دکن پر نہ ہوتا تو اُردو اس قسم کے شاعرانہ خیالات کے ادا کرنے پر قادر نہ ہوتی۔ اور اُردو شاعری کا "آفتاب" طلوع نہ کرتا اور اوسکی شعاع "ولی دکنی" پر نہ پڑتی۔

اُردو شاعری نہ ٹھہری آصف الدولہ کے محلات کا حمل ہوگئی۔ "فقیرنی پیٹ پھلائے بھیک مانگتی نکلی۔ نواب نے پوچھا اری کیا ہے کہا "خداوند حضور کا حمل ہے" پوچھا "ہائیں یہ حمل کیسا" کہا "تو میں نے اودھر حضور کو خواب میں دیکھا تھا پیٹ رہ گیا" حکم ہوا "لیجاؤ محل میں رکھو یہ سچ کہتی ہے مجھے خواب میں دیکھا ہوگا"

اسی طرح دوسری آئین "کو بھی تحقیق کیا روگ ہے" جواب ملا خداوند وہی پیٹ کا روگ۔ تین مہینے ہوئے حضور نے میری طرف دیکھ کے تھوکا تھا۔ اوسی دن سے ترقی شروع ہوگئی ہے" چلئے یہ بھی ڈبلے ڈبے خانے [illegible] میں۔ سینہ تقریر ہوگیا تو محلے کی خالی صحنچیاں آباد ہوگئیں۔

خیال تو کیجئے ولی دکنی کی زبان میں آگرے اور دہلی کے الفاظ کہاں ہیں اور کہتے ہیں؟ عالمگیر دہلی سے گئے تھے اونکی فوج نے اُردو کے تیوری خمیر کو کس طرح پختہ کیا "آنکھ کا [illegible]" "دسنا" "کسی طرح" "دیکھنا" "ہونہ سکا" دلی اور آگرے کے کبیشروں کا کلام آج بھی کثرت موجود ہے خصوصاً اونکی چھپیاں۔ اون میں نہ "دسنا" ہے نہ "اچھوان"۔ اون کی زبان اندک تغیر سے موجودہ اُردو ہو جاتی ہے۔

ولی دکنی۔ اگر مدعی ہے تو اس کا کہ اوس نے دکھنی اُردو کی اصلاح کی فارسی کا مشاق شاعر تھا اوسی پیرایہ پر دکھنی اُردو کو لے چلا اور اس میدان میں کوس یکتائی بجانا اوس کا حق ہے۔ ولی سے پہلے جتنے شعرا دکن میں گزرے بلکہ اوس کے معاصرین بھی عذوبت بیان و رقت معانی کے اعتبار سے ولی کے ہم پایہ نظر نہیں آتے۔ اگر یہ سچ ہے کہ وہ دلی میں آئے سعد اللہ گلشن سے ملے۔ سعد اللہ نے یہی بات کہی [illegible] کہ فارسی کے مضامین کا انبار لگا ہے تم ہتیا لو۔ اور شاہ جہانی آباد کی زبان (دہلی کی اُردو) اختیار کرلو تو پھر بھی ولی کی قادر الکلامی قابل داد ہے۔ جب وہ دکن میں تھے اوس وقت بھی اونکا سخن رشاقت و استحکام سے خالی نہ تھا۔ مثلاً اونکا قصیدہ جسکا یہ مطلع ہے

"ہے زبان پر تو اول اول" نام پاک خدائے عزوجل

اسکے بہت سے ابیات آجکل کی بول چال میں ہیں اگر آجکل کے روزمرہ سے مختلف بھی ہوں تو میر کی زبان سے ضرور ملتے جلتے ہیں۔ متفرق شعر ملاحظہ ہوں۔

بعد حمد خدائے بے ہمتا   یاد کر نعت سید مرسل
جسکے ہمت کے ہے ترازو میں   دو جہاں شغل [illegible]

. . . .

گل دنیا کو زیب تاج نہ کر   [illegible]
اوس سون ہرگز نہ باندھ جیو کا   کہ مبادا ہو دین بیچ خلل
پر کدورت ہے سر سون پاؤں تلک   گرچہ ظاہر ہے صورت [illegible]
ترک کر سب کہ بات میری سن   [illegible]

. . . .

عاقلاں سون پوچھا ہوں اکثر   [illegible] عشق کی [illegible]
یہہ کہا دیکھ [illegible] شاہد راز   چھوڑ دے درس قطبی [illegible]
ہیچ [illegible]   گر مطول پڑھے و گر اطول

. . . .

فیض [illegible]   [illegible]

ممکن ہے کہ یہ قصیدہ دلی میں وارد ہونے کے بعد لکھا گیا ہو۔ تاہم یہ بھی اک معجزہ ہے کہ جو الفاظ دکن میں زبان پر چڑھے ہوئے تھے وہ دہلی آتے ہی حافظے سے اوتر گئے۔

ایک ہمارے زمانے کے لوگ ہیں کہ عمر بھر اہل زبان کی صحبت میں رہتے ہیں مگر لڑکھڑائی ہوئی زبان کی موج نہ آج نکلتی ہے نہ کل۔ اُردو زبان پر بڑی بڑی کتابیں لکھتے ہیں ادیب کامل بنتے ہیں مگر وہ وہ "نام بڑا اور درشن تھوڑے"۔ "چڑا چڑیا کی کہانی ہے۔ چڑیا لائی چاول کا دانہ۔ چڑا لایا مونگ کا دانہ دونوں نے مل کے [illegible]" اس قسم کی کتابیں اگر کوئی لکھنا چاہتے ہیں [illegible] کے اقوال سے بھرے ہوئے [illegible] ہے۔ حالانکہ نقل قول میں بھی اتنا نہیں سمجھے کہ ولی اور دیگر قدیم شعرا کا کلام اکثر مسخ ہو گیا ہے۔

قصور معلومات کے باعث کچھ ہی میں نہیں آیا [illegible]

اطلاع نہیں ہے وسعت کی اور اشتہار... ومعانی کے آخر میں کی غلطیاں ہیں گو کوئی پوچھے سرک نہ کیا۔ الجھن وہ نہ بتائے ہوں گے معنی کیا ہیں اور اس شعر کا پہلا مصرعہ موزون کیوں کر ہوا ہے

سب بن جائے سر بنجر تو بھی کہیں آیا نہیں
جب جیب دیکھے ہاتھ میں درشن کو دکھلایا نہیں
تو معلومات کی استعداد شیخی کی قلعی کھل جائے۔

ایک تھے مولوی صاحب وہ لڑکوں کو پڑھایا کرتے تھے، اتفاقاً کسی لڑکے نے شعر پڑھا ؎

گر از بے جا ہے در افتادہ بود
کہ از ہول اور شیر تر مادہ بود

مولوی صاحب سے پوچھا لڑکے کہتے ہیں ہو ہو صاحب گھبرائے کتاب شاگرد کے ہاتھ سے لی، دیکھ دیکھا اور حاشیہ پر بھی اس مصرع کے معنی کسی طرح نہ نکلے تو کہنے لگے کہ سے غلطی ہوئی ہے اسے یوں پڑھو ؎

گر از بے جا ہے در افتادہ بود
کہ از ہول او شیر تر مادہ بود

یعنی جب گدھی گر پڑتی تھی تو شیر جو کنوئیں میں گرا تھا اس کے ڈر کے زخمہ ہوا جاتا تھا۔

عجب نہیں کہ حضرت شعر المندنے بھی قدیم اشعار کو مولوی صاحب مذکور کی عینک سے دیکھا ہو، اور جہل کو ذہانت کی آڑ میں چھپایا ہو ورنہ اکثر شعرا کے اشعار کیوں غلط اور ناموزوں ہیں! (باقی آئندہ)

راقم، رفیع المنیال گھال

پنچ مل خدا ۔ خدا مل پنچ

چنے کی دال اور کلے کا بوٹا

کھلاڑیاں بچوں کو خوش کرنے کے لئے کہانیاں کہتی ہیں۔ ان میں سے ایک کہانی بہت مشہور ہے۔ ایک تھے میاں سپاہی، وہ تھے بیچارے فاقوں کے تڑتے ہوے۔ روزی روزگار کا ٹھکانا نہیں تھا۔ گھر سے نکلے نوکری کی تلاش میں۔ جاتے جاتے دیکھتے کیا ہیں کہ ایک بندر کھیرے چنے کی دال کی پوٹلی دبائے بیٹھا ہے: بندر نے میاں سپاہی سے پوچھا نوکری کرو گے۔ انھوں نے کہا ہاں۔ مگر بھوکا ہوں کچھ کھلاؤ۔ بندر نے کہا لو یہ چنے کی دال کھاؤ۔ مگر ایک شرط ہے تم ہو لڑکے۔ اگر تجھے میرا کہنا نہ کیا تو کلے کی بوٹی دینی پڑے گی۔ شاید یہ آنجناب بھی اسی بندر کے شاگرد تھے اور اگر حکومت ہند برا نہ مانے تو ہم کہتے ہیں کہ اس نے بھی ریاستی حکمت عملی میں اسی بندر کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا ہے کیا معنی کہ جس طرح قدم قدم پر [illegible] معمولی حکم دیتے اور سپاہی کی معذرت انکاری کرنے پر دیکھ کے ٹکڑے کا بوٹا طلب کرنے لگتے تھے اسی طرح حکومت ہند بھی ریاستوں پر ہر وقت آستین چڑھائے دامن گردانے تیار رہتی ہے۔ فرق بالکل ننھا سا ہے۔ میاں سپاہی تھے بھوکے دانہ دانہ کو کنگال۔ مگر ہندوستانی ریاستوں کا یہ حال نہ تھا۔ یہ بھی پُری نہیں، خزانہ تھا، اختیار تھا، لشکر تھا، لشکر، واختیار کی دم رفتہ رفتہ جھڑ گئی۔ مگر مال وزر کا وجود کسی قدر اب بھی ہے۔ جہاں مختار راج کے تخروں پر توڑوں کے منہ کھلے وہاں حکومت ہند کے جنگی تمغوں پر بھی سونے کی گنگا جاری ہوگئی اور اعلیٰ حکام ہند کی مسرفانہ مہمانداری، تحفہ تحائف پر بھی اُٹھے تھے ہوئے جیسے لیبرے گھوڑے مسافر تے کیسے وسیر اور پریزیڈنٹس کیسے گھروں میں موتیوں کے ہار روپے اور پچیاں کھیلوں کی جیب دکھاتی کترنے آئیں۔ یہ سب توس کی ملاقاتیں میں التماس تول کے تریدا کی وعدہ پر اس وقت تھوڑا یاں چڑھ جاتی ہیں جب یہ دنیا لئے بدل دیتی ہے۔ اور فوراً مطالبہ شروع ہو جاتا ہے

یہ لو میری چنے کی دال دو یا کلے کا بوٹا۔ اس چنے کی دال کا معنوی وجود نہیں ہے۔ اگر ہے تو لفظی وجود ہے۔ ہم کے آگے کچھ چند حرف جوڑ دیئے چلئے چنے کی دال کی پوٹلی تیار ہوگئی۔ لیکن کلے کے بوٹے کا وجود حقیقی اور محسوس ہے۔ یہ بوٹا کبھی بجا طور پر نوچ لیا جاتا ہے۔ کبھی بیجا جب یہ کلا پڑتی ولایات کیوجہ سے پھول جائے تو چنے کی ایذا صاحب کو کچھ محدود رہتی ہے۔ دیگر دوسروں کے گال اس نوچا نوچی میں پھول جاتے ہیں۔ چنانچہ بافضل ریاست حیدرآباد سے کلے کا بوٹا طلب کیا گیا ہے۔ یہ بوٹا کوئی معمولی بوٹا نہیں۔ راویان بیسرو پا ہیں فو و مسرو دم بریدہ کو مع مبالغہ اطلاع بیان فرماتے ہیں کہ حکومت میسور ہند کی طرف سے کلے کا بوٹا یوں طلب کیا گیا ہے۔

بندر نے لیکر کھائے دیتے ہو۔ و یا دو کلے کا بوٹا۔
کچہریوں اور محکموں میں رشوت کا بازار گرم ہے۔ دلواؤ کلے کا بوٹا۔

حسب آرڈر ۵ قاعدہ ۵ ضابطہ دیوانی

اطلاع نامہ بنام ریسپانڈنٹ مشعر اطلاع تاریخ مقررہ سماعت اپیل

بعدالت جناب ڈسٹرکٹ جج صاحب بہادر مقام سلطانپور

اپیل نمبر [illegible] سنہ ۱۹۲۶ء

[illegible] سنگھ وغیرہ ساکنان [illegible] پرگنہ [illegible] ضلع سلطانپور اپیلانٹ

بنام

[illegible] سنگھ وغیرہ ساکنان مذکور ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ریسپانڈنٹ

اپیل بنارضی ڈگری [illegible] منصف سلطانپور مورخہ [illegible] دسمبر ۱۹۲۵ء

بنام [illegible] سنگھ [illegible] ساکن موضع [illegible] پرگنہ [illegible] ضلع سلطانپور ریسپانڈنٹ۔

[illegible] اس مقدمہ میں [illegible] اس عدالت میں [illegible] ۱۹۲۶ء [illegible] سماعت اپیل کے مقرر [illegible]

[illegible] بروز مذکور [illegible] حاضری میں یکطرفہ کی جائیگی۔

آج بتاریخ [illegible] اگست ۱۹۲۶ء [illegible]

دستخط حاکم [illegible]

ڈھائی آنہ یا دس پیسہ ماہوار

[illegible]

منیجر رسالہ [illegible] قاضی [illegible] بجنور (یوپی)



"کنز مخفی کا انکشاف اور معراج اضطراری"

دیکھا تو وہ گل بھرا ہوا ہے　　کچھ اور ہی گل کھلا ہوا ہے

اپنے عزیزون اور ماتحتون کے ساتھ منصفانہ سلوک نہین کرتے دواؤ کلّے کا بوٹا۔

کئی لاکھ روپیہ اسلامی پروپیگنڈے پر صرف کرتے ہو۔ دواؤ کلّے کا بوٹا۔ (اس مطالبہ کی اصلیت ثابت نہین) یورپین افسرون کو نکال کے ریاست کا بیڑا ہاڑا کیا۔ دواؤ کلّے کا بوٹا۔

یا تو کلّے کا بوٹا دواؤ یا نذرانہ لینا بند کرو۔ جو ماتحت غلط عنوان سے حکومت کرتے ہین اونہین سزا دو۔ صدر حکومت میشر مال۔ ڈائرکٹر پولیس کے عہدے گورے چمڑے والون کے سپرد کردو۔ چھوٹے جاگیردارون کے ساتھ انصاف کرو۔

مطالبات کا خلاصہ تو یہی ہے مگر لوگ کہتے ہین کہ ان مطالبات مین بدقسمتی کے ساتھ مبالغات بھی مل جل گئے ہین جن لوگون کا یہ دعویٰ ہے اونھون نے اصلیت کا انکشاف نہین کیا البتہ حکومت نظام کہتی ہے کہ ابھی کلّے کے بوٹے کا سوال نہین ہے۔ بعض شعبہ ہائے حکومت قابل اصلاح ہین۔ حکومت ہند نے نظام گورنمنٹ کو ان کی ترقی و اصلاح کیجانب توجہ دلائی ہے۔ اور ساتھ ہی ساتھ اپنا مشورہ بھی چنے کی دال کی صورت مین بغیر کسی فیس کے پیش کردیا ہے۔ نظام کی حکومت پہلے ہی سے ان اصلاحی تدابیر پر غور کر رہی تھی کلّے کا بوٹا طلب ہونے سے پیشتر ہی چٹ منگنی پٹ بیاہ ہو جائیگا یعنی اصلاحی تدابیر پر عمل ہونے لگے گا۔

مطالبات مین مبالغات ہون یا اونکی تفصیل شائع نہ کی گئی ہو اس سے ہمین غرض نہین ہمنے ”بعنوان خیالِ مخفل“ اودھ پنچ مورخہ ۸۔ اپریل لغایت ۲۹ مئی سنہ ۱۹۲۶ء کے چار مسلسل نمبرون مین۔ ان تمام الزامات کی پیشگی رد کردی تھی اور بعض تدابیر بھی لکھ دیئے تھے جن پر عمل ہوتا تو شاید یہ نوبت نہ آتی۔

اگر حکومت دکن کی جانب سے کوئی کلّے مٹنے والا انگریز لندن مین بیریکار رہتا۔ وہ محبان ہند کو ڈھونڈ کے ایک خاص انجمن وضع کرتا۔ تمام اگلے پچھلے ہوئے جھگڑے معاہدات کی مصدقہ نقلین اوسکے پاس ہوتین ایک مخصوص پرچہ نکالا جاتا اوس مین یہ معاہدات الم نشرح (شائع) کر دیئے جاتے۔ گوری پبلک کے اہل انصاف کو ان پر غور کرنے کا موقع دیا جاتا۔ اسی پرچے مین حکومت ہند کی سینہ زوریون کا ذکر اور کلّے کے بوٹے پر حملہ کرنے کا تفصیلی واقعہ بھی بار بار درج ہوتا۔ ریزیڈنٹ صاحب کی تنک مزاجیان عالم آشکارا کردی جاتین کوئی بات صیغہ راز مین نہ رہتی تو آپ یقین کیجئے کہ ہرگز کلّے کے بوٹے پر این سہولت دانت نہ تیز کئے جاتے۔ خالی خولی سر علی امام کا بصیغہ راز انگلستان بھیجدینا اوسکے بعد خاموش بیٹھ رہنا کلّے کے بوٹے کو محفوظ نہین رکھ سکتا۔

بات یہ ہے کہ حکومت ہند کے دوستانہ برتاؤ ریزیڈنٹ صاحب کی نیازمندانہ فرمائشین پہلے تو دوستانہ و نیازمندانہ ہوتی ہین مگر دیرپا ہوتے ہی حق واجبی کی صورت اختیار کرلیتی ہین بھولی بالی ریاستین ایک معمولی سی بات پر غور نہین کرتین بخیال مروت ان فرمائشون کو منظور کرلیتی ہین۔ پھر جب بات بڑھتی ہے یہ مروت ٹھکرائی جاتی ہے۔ اور بطور ایک قانون کے نظیر مین پیش کیجاتی ہے۔ گورنمنٹ آف انڈیا کی رائے مین دخل دینے کی جرأت کونسل آف اسٹیٹ یا سکریٹری آف اسٹیٹ نہین کرسکتا جیسی رپورٹ ہوتی ہے ویسا ہی جواب مل جاتا ہے۔ حکومت ہند کی بے اعتدالیون سے برٹش طرز معدلت الگ بدنام ہوتا ہے اور ہندوستانیون کے دل الگ داغدار ہوتے ہین۔ فرض کیجئے عالیجناب ریاست مآب ریزیڈنٹ صاحب بہادر جنبل خورنواز جنگ کے چار درجن کتّے آرام مسکن سے محروم تھے۔ ریزیڈنٹ صاحب نے رئیس کی خالی کوٹھی اپنے کتّون کے لئے مانگی۔ رئیس نے کہدیا اگر آپ کو ضرورت ہے تو یہ کوئی بڑی بات نہین آپ عارضی طور پر اپنے کتّون کو اس کوٹھی مین چھپر کھٹ کھلا سکتے ہین۔ چلئے کوٹھی خرگاہ سے سگ آرامگاہ ہوگئی۔ دس پانچ برس گزر گئے۔ کتّے اپنے چلے پھرتے اور فیاضی کے ساتھ آنند ورند کی دامنگیری کرتے رہے۔ آخر ناچار کے رئیس نے بادب عرض کیا کہ حضرت اپنے سگون کو اب یہان سے نکالئے۔ واللہ صلا نشد بلا شد کمبخت بھونک بھونک کے نیند اوڑائے دیتے ہین کل ایک فدوی خاص کی ٹانگ پر چوٹ کی یہان سے کسو لوبھی دور ہے۔ بس ہو چکی مروت۔ اور کوئی ہوتا تو نادم ہوتا اور کتّون سے مکان خالی کردیتا۔ مگر یہان تو ”الدنیا و ما فیہا للانگریز“ کا مضمون ہے صاحب نے پہلے ہی سے نقشہ عمارت ریزیڈنسی مین سگ منزل کا الحاق کرلیا تھا اور ایک یادداشت بھی نتھی کردی تھی کہ عمارت ہذا فلان تاریخ سے برضائے ہز ہائنس مہاراجہ صاحب والی حماقت نگر حکومت برٹش کے رقبہ مین داخل کرلیگئی۔ اور تن تن الدولہ وزیر امور داخلہ کی خدمت مین سرکاری طور پر یہ مضمون سپاسنامہ بھیجدیا گیا کہ جو عنایت سگان کوئے دوست پر جناب مہاراجہ صاحب نے کوٹھی عنایت فرماکے مبذول کی ہے اوسکا تہ دل سے شکریہ ادا کیا جاتا ہے بندہ مخلص سکریٹری آف اسٹیٹ کی طرف سے مامور ہے کہ شکریہ ادا کرے۔ اس عنایت کے متعلق ایوان پارلیمنٹ مین جو الفاظ وزیر ہند کی زبان سے نکلے ہز ہائنس کی خدمت مین اونکی نقل بعینہ مرسل ہے۔

بندہ مخلص بھی اون پلے پلیون کی طرف سے جو اس پانچ برس کے زمانے مین پیدا ہوئے اور جن کا بال بال رد یان رد یان یور ہائنس کے احسان کا ممنون ہے بھونک بھونک کے شکریہ ادا کرتا ہے۔ یور ہائنس نے عمارت مذکورہ کو کتیون کا زچا خانہ بناکے ملک کی ایک بہت بڑی کمی پوری فرمائی ہے اور جبتک خدا کی خدائی مین کتّون کی نسل باقی ہے اوسوقت تک یور ہائنس کا پاکیزہ نام صدقین کی زبان پر جاری رہیگا۔“

بس اگر اس قسم کی چالون کی توضیح سرے ہی سے بذریعہ خطوط یا بوسیلہ کا غذ اخبار کردی جاتی اور کہدیا جاتا کہ حضرت! استمراری پٹا کتّون کے حق مین نہین لکھا گیا یا لندن مین کوئی گوری انجمن برسر تائید ہوتی تو یہ جلی قانون کے اندر اور قانونی استدلال کے ساتھ آسان ہوتی۔ مگر ہز ہائنس تو سہے مگن یہان کتّون کا راتب نہین تو اونکی آسائش کا فرض ہز ہائنس کے ذمے ابدالآباد تک قائم ہوگیا۔

”دُنہ باپ نہ چُن“ اونکی کن بیش سگان اندازہ خود خو نہ خاوند۔ شتے وقتے گئی تے مین۔ ذاتی کدورت کا پہیا جو لا بدل کے تنگی بن گیا یہ واقعہ فرضی ہے مگر

اب کس کا سر اپنے آگے ... ہیں۔ جو کچھ مطالبات آج
ترکیبوں کی زبانی مشتہر ہوئے وہ ایسے ہیں جو سب پہلے
ہی سے معلوم تھے۔ مگر ہم کیا کریں کہ خود حضور ... ملاحظہ
ملاحظہ کرتے ہیں ... خاص ہی کی کثرت کار و خشنودیت
کے دیے سے ادھر توجہ فرمانے کی فرصت۔ کہتے ہیں کہ یاد رکھئے
نزدیک کا انداز ... کی رائے بے حقیقت ہے ...
مطالبات کی نوبت پہ قلم ... رقم ... پچھو ... گا۔

الخلیل کا دور جدید

اخبار الخلیل بجنور یو پی کی ... میں تھا بحمد اللہ اب مستقل
انتظام ... سے جاری ہو گیا ہے اور باوجود
... کی قیمت ... روپیہ ...
... سال ... ہے کہ دور جدید نمبر ... نمبروں کی تعداد میں نکلے
... مشترین کے لئے نادر ... ہے۔

منیجر "الخلیل" بجنور۔ یو پی

سائمن کے پائے میں جل بھل

کہاں گیا ... خراب ... گئے

یاد ہیں تمہیں وہ دن ... کیا ... تھا جب دنیا کا علم نہ تھا۔ چاند
سورج ... آسمان ... جو کچھ سامنے تھا اور کسی علت آخر ...
بچہ ... میں آتی تھی کہ سب چیزیں کھیلنے کے لئے بنائی گئی ہیں
اگر آپ نے آنکھ مچولی کا کھیل کبھی کھیلی ہوگی تو یاد ہوگا کہ چاندنی
رات میں اندھیری اجالی کا کھیل کتنا پرلطف تھا کچھ لوگ
روشنی میں کھڑے ہیں۔ ایک لڑکا اندھیرے میں ...
دبا چور ہے باقی شاہ ہیں ... (چاندنی) اور ...
اندھیرا کے سنگ سے چور ... ہے
... پالا ہے ... کے پائے کے اندر پاؤں ... کہتے ہیں

"سائمن کے پائے میں جل بھل"

جو لڑکا چور ہے وہ چھونے کی گھات لگاتا ہے ... کے
گاندھی جی نے بڑے بڑے ... کو سینہ ...
کے پیچھے اپنے پانے سے ... میں شامل ہونے کا اچھا
سبق پڑھایا۔ اب جسے دیکھئے گورنمنٹ کے بنائے ہوئے
قانونی پائے کے اندر بغیر اجازت قدم رکھتا اور کہتا ہے۔

"سائمن کے پائے میں جل بھل"

چنانچہ سنتے ہیں کہ حکومت ... کالج کے ... کی

بجھوا دیں آرٹ ... اور پنڈت ...
کو دو مہینے تک کلکتہ کے پائے سے باہر رہنے کا حکم دیا۔
پنڈت جی اس حکم کی مخالفت پر جیت ... کرنے
ہیں آپ کا ارادہ ہے کہ۔

"سائمن کے پائے میں جل بھل"

کرنا آپ کا فائدہ تھا کہ جب بنگال میں جو آئی جو آئے
ہو آئی تو بس ... شادی کے بعد بنگال اور ...
سوار ہوتی ہے فوراً بچے ... اور سورا ... کا دل
نہ جانے ... آفتاب نکلتے ہی روشنی ہونا دن کی دلیل
ہے۔ اس دلیل کا نام دلیل تھا تب ہے ...
تھا تب سے منطقی حکومت بنگال نے فساد اور ...
سرچشمہ ... کو متحد خیال کیا۔ اب سائمن کے
پائے میں جل بھل ... کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ...
اور ... نہیں گے

حق ... کا حال تو خدا جانے۔ اتنا ہم بھی کہتے ہیں
کہ یہ بات خلاف ... کیا ... جب ...
... کیا تھا تو پنڈت جی نے ...
... کا

پتھر یا پیر کی گدڑی

سے

المختصرات من المطولات

آج اگست کی ... تاریخ ہے اور کلکتے سے خبر آئی
ہے کہ پنڈت جی نے سائمن کے پائے میں جل بھل
کی ... اسٹیشن سے ... نکلتے ہوئے اور جاتی
ہوا کی ... بجے ... کیفیت تقریر کی
ابھی ... نے کہا یہ ...
خاطر کرتی ہوں ... کون ایسوں کے منہ لگے ہمارا
کام نہیں۔ شاباش پنڈت جی!

خلیا بالرحم ... بالغیب تو سنا تھا کہ ...
کی ... معلوم ہوتی تو ... کمال ...
پائیں ... ڈھیلے پھینکتے ہیں۔ مگر ...
کا حال میانوالی (پنجاب) کے ایک مکان سے

کھلا۔ مکان نزا مقبول ... طلسم ... کا عالم ہے۔ ڈھیلے
چاروں سمت سے برستے ہیں اور پھینکنے والے نشانہ باز
مفقود۔ مجسٹریٹ صاحب خود آئے۔ صاحبوں کے
دالیفٹروں نے ... رسائی کی مگر سب فضول انہیں
ڈھیلے برسانے والا ... نہ ملا۔ آخر مجسٹریٹ
صاحب اس ... "کے دے سے ... ہر رو"
کرتے دوسرے مکان میں جا بیٹھے۔

ہندو مسلمانوں میں جنگ۔ پولیس اور باشندوں
میں جدال کا آغاز ہمیشہ انہیں سے ہوتا ہے لہذا
فلک کو بھی یہی روش پسند آئی۔ اور ان کے عقلوں پر
پتھر برسانے سے

دیوانہ پن تھا یا آخر کو رنگ لایا
نبی فلک بھی اپنے ہاتھوں میں سنگ لایا

سنتے ہیں کہ لاہور میں ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر
پر رشوت ستانی کا مقدمہ چل رہا ہے۔ مقدمہ کو
صدق و کذب تو جب ثابت ہوگا دیکھا جائیگا مگر
ہم حکومت ہند سے پوچھتے ہیں کہ کہتا کوئی ہمیں یہاں
کوئی محکمہ رشوت سے خالی نہیں۔ پورے میں ہاتھ
ڈال کے ہر کوشش کیوں نہیں ... جاتی۔ انتظام
... الزام ہے ... خبر لیجئے۔ ہمیں
آج تک معلوم ہوا کہ حکومت ہند نے بجز قانون میں
رشوت کی سزا مقرر کر دینے کے انسداد رشوت سے متعلق
کیا انتظام کیا۔ جب کوئی انتظام ہی نہیں تو مجرم
آپ سے آپ کیوں ...

"آ بیل تو مجھے مار"

اسباب خورد و نوش کی گرانی ہر قسم کی بد اخلاقی و بے
ایمانی کی جڑ ہے۔ خدا نہ کرے جو کوئی حاجت مند ہو۔
نہ اخلاق کی تنبیہ کام دیتی ہے نہ مذہب اور دھرم کی
اندرونی ... گرانی ... تھی جو کوئی رشوت
لیتا تھا مطعون ہوتا تھا ... کا اب گرانی
زیادہ ہے اور اسی مناسبت سے رشوت ستانی بھی ...
... حمام میں سب ہی ننگے ہیں۔ بد اخلاقی عام ہو رہی
اور جزو اخلاق بنی۔ شاید ... ہماری حکومت ...
... جب ... عام ...
دور کرنے کی فکر نہیں تو رشوت خواروں کی ... کیوں ...

مایوس نہ ہو

اگرچہ اشتہاری ادویہ نے لوگوں کو بدظن کر دیا ہے مگر ہم آپ کو موقع دیتے ہیں کہ طلائے عجیب بطور نمونہ صرف ۵ یوم کے لیے قیمتی پندرہ آنہ علاوہ محصول کے طلب فرمائیں اور عرصہ میں یہ حیرت انگیز طلا بلا آبلہ ڈالے عضو مخصوص کو موٹا قوی اور دراز کر کے ہر قسم کی لاغری سستی کوتاہی نیز ... کے منحوس اثرات کو دور کر کے دوبارہ شباب کا لطف پیدا کر دے تو بقیہ ۱۶ یوم کے لیے طلا صرف دو روپیہ آٹھ آنہ طلب فرمائیں اور یوم تک ... سے پرہیز کریں خواہ دل دو مجبور بھی کرے پوری تشفی کے ہمراہ جوہر مقوی باہ دوائے حیرت قیمتی ہمراہ بھی مفت روانہ ہوگا پوری تشفی برائے ۲۱ یوم ہمراہ محصول دو روپیہ خریدار ہوگا پوری تشفی کے خریدار سے بصورت عدم نفع واپسی قیمت اور دس سال کے اندر اگر شکایت ہو تو دوبارہ مفت بھیجنے کا وعدہ۔ منیجر دواخانہ طب العلاج لکھنؤ

نمونہ بازی

ایک وبا ہے جسے نمونہ بازی کہتے ہیں عموماً لوگ دو پیسے اپنے اور دو آنے چارے برباد کرتے اور پرچہ دیکھ کے خاموش ہو رہتے ہیں۔ یہ ابہام رہتا ہے کہ پسند آنا تو دوسری بات ہے مضامین سمجھ میں بھی آئے یا نہیں ہر پرچہ میں نئے مضامین ہوتے ہیں یہ ممکن ہے کہ یہ پرچہ آپ کے مذاق کے موافق نہ ہو لہذا بہتر یہی ہے کہ ایک سہ ماہی کے خریدار بن جائیے اور حضرت اودھ پنچ کے علمی فیوض سے محض ایک نمبر دیکھ کے محروم نہ رہیے۔

آئندہ نمونہ بھیجا نہ جائے گا۔ قیمت سہ ماہی تین روپیہ بذریعہ منی آرڈر روانہ کیجیے۔ وی پی نہ منگائیے بشرط پسند ۲ ہفتے کے اندر بقیہ دو روپیہ بھیج دینے پر میعاد سہ ماہی کی توسیع سال بھر کے لیے کر دی جائے گی۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

سکھ سنچارک کمپنی متھرا کی تیار کردہ ادویات

گورنمنٹ سے رجسٹرڈ

سدھا سندھو کف۔ کھانسی۔ ہیضہ۔ دمہ۔ پیٹ درد۔ قے۔ دست۔ سنگرہنی۔ نقاہت۔ ... وغیرہ کے امراض کے لیے خوش ذائقہ دوائی جو صرف پانی میں چند قطرے ڈال کر دینے سے فوراً جادو کا سا اثر کرتے ہیں قیمت ۱۰ ہر جگہ ملتی ہے

دودھ گج کیسری لینے والوں کو بال جلن کے جڑ سے کھونے والی لاثانی دوا قیمت ۱۰

بال سدھا بچوں کی کمزوری کو دور کر کے بدن کو مضبوط فربہ اور چمکیلا بنانے والی میٹھی دوا قیمت ۱۲

ڈاک خرچ علیحدہ لگے گا

اپنے شہر کے دوا فروشوں سے طلب کرو

سول ایجنٹ برائے دہلی پنجاب | بال بہار آفس چاندنی چوک دہلی

سول ایجنٹ اندر چند اینڈ کو لکھنؤ

ہمارے یہاں کے سول ایجنٹ الف مرزا ہیڈ سنس کچہری لکھنؤ

دوزخ کا نمونہ

دیکھنا چاہو تو اس گھر میں جاؤ جہاں مرد عورت سے کمزور رہتا ہو اور کمزور جسم والوں کے اولاد بھی پیدا نہیں ہوگی۔

فیٹا

اس عیب کو دور کرتا ہے اس کے استعمال سے فربہی اور درازی پیدا ہو جاتی ہے اور انسان ہر طرح مکمل ہو جاتا ہے کھایا نہیں بلکہ لگایا جاتا ہے کوئی تکلیف اور پرہیز نہیں

قیمت نمبر ۱ برائے عوام تین روپیہ آٹھ آنہ

نمبر ۲ برائے رؤسا دس روپیہ آٹھ آنہ

ہمارے عجیب و غریب تحفوں کا حال ضرور منگا کر دیکھیے

ورنہ پیسہ کا کارڈ بیکار نہیں جائیگا حوالہ اخبار دیں

پتہ رسائن گھر شاہجہاں پور

مبلغ بیس روپیہ کا نقد انعام

مجھے بغرض مفاد عام و نیز تجارت کے واسطے ۱۰۰ پارسل تیار کرنے ہیں جس میں حسب ذیل کتابیں ہیں۔ اصلی کوک شاستر ۲۲ آسنوں والی مجموعہ جس میں متعدد عملیات اور سیکڑوں مفید باتیں ہیں۔ وفائے ... کیسا ہی سنگدل معشوق ہو عاشق کا مطیع ہو جاتا ہے ... مشکل ہو اس کی برکت سے تمام کاموں میں کامیابی نصیب ہو ... اور ... نقد ... ان پارسلوں میں سے مبلغ عہ کے نوٹ تقسیم کرکے ... ۱۰۰ پارسلوں میں رکھ دیئے گئے ہیں جس سے انعامی پارسلوں کا پتہ نا ممکن ہوگیا۔ جو صاحب قسمت آزمائی چاہتے ہوں ایک کارڈ آج ہی لکھ کر فوراً انعامی پارسل ہمراہ محصول ڈاک ایک کا وی پی طلب فرمائیں۔ جلدی انعامی پارسل خریدیے ورنہ بعد اختتام کف افسوس ملنا پڑے گا۔ یہ موقع ہاتھ سے نہ جانے دیجیے۔

تحفۂ انعام ... جناب سید محمد ... صاحب قیمتی ...

منیجر اگرہ بک ایجنسی لکھنؤ سے طلب فرمائیے

سیاحت ظریف

یعنی

منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی

کا

منظوم سفرنامۂ عراق

عجیب و غریب نظم ہے جسے اور شاعری کی شاعرانہ شان ... سے فائدہ اٹھائیے۔ قیمت فی جلد ۶

ٹکٹ بھیج کر بھیجیے وی پی اور منی آرڈر بھیجئے۔

المشتہر:- منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

ہر بیماری کا علاج خود کرلو

جو صاحب حکیم عیسیٰ ... کی بنائی ہوئی کتاب مجرب عیسیٰ کا نمونہ مطالعہ کریں گے وہ ... ہر ایک بیماری کا علاج نہایت ہی عمدگی کے ساتھ ... اور اگر وہ چاہیں ... تو ... سیکڑوں روپیہ ... ہر ایک بیماری کے ... نسخے ... تیار ہوتے ... قیمت فی ... علاوہ محصول ... مفت لیں۔ جو صاحب ... کے نام مع پورے پتے کے لکھ کر بھیجیں گے انکو چراغ صحت نامی رسالہ مفت بھیجا جائے گا۔

المشتہر

منیجر دفتر چراغ حکمت علیگڑھ شہر (یوپی)